کبھی ایسا بھی ھوتا ھے

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ بچپن سے جُدا ہونے میں مدت بیت جاتی ہے
فصیلوں کے اُدھر
سب رنگ
آنکھوں سے
بہت ہی دیر تک
اوجھل بھی رہتے ہیں
سمندر ساحلوں پر جب
کسی طوفان کے آغاز کا اعلان کرتے ہیں
تو آنکھیں ریت میں چُھپ کر نظارہ دیکھتی ہیں
غم، خوشی
جذبوں کی ویرانی کے
گمنامی کے موسم
دیر تک جامد دلوں میں ٹھہر جاتے ہیں
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے

سمندر کے اُدھر کوئی کنارہ منتظر رہتا ہے
چڑھتے ڈُوبتے سُورج کی کرنیں
ریزہ ریزہ وقت کو پگھلا کے
عمروں کی نفی کرتی ہیں
رستہ دیکھتی آنکھیں
نئے ملبوس سے
زردی کی رنگت جذب کرتی ہیں

پھر اک دن دُور سے
شاید بہت ہی پاس سے
سچائی کا اک لمحہ کوئی اسم پڑھتا ہے
وہیں لب بستگی آواز بنتی ہے
اور آنکھیں
جسم کی گٹھڑی اُٹھائے
خوف کو تسخیر کرتے
گہرے پانی میں اُترتی ہیں
کہیں دو ایک لمحوں کو پلٹ کر دیکھتی ہیں
اور پھر گہرائیوں میں ڈُوب جاتی ہیں
کنارہ بین کرتا ہے نہ روتا ہے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے